سفیرِ حرم

تیسری کتاب سفیر حرم اُردو میں ہے۔ اس کو ایم۔ ایس ناز صاحب نے لکھا ہے جو ادارہ تحقیقات اسلامی کے اُردو ماہنامہ "فکر ونظر" سے منسلک ہیں اس کو تخلیق مرکز لاہور نے گذشتہ سال آفسٹ میں چھاپ کر شائع کیا ہے، کتاب میں چھوٹے سائز کے ۳۲۰ صفحات ہیں۔ قیمت ۲۰ روپے ہے۔

ناز صاحب روزنامہ نوائے وقت اور ہفت روزہ قندیل سے بھی منسلک رہے ہیں۔ اس کتاب سے پہلے انھوں نے ایک کتاب "مرکز تجلیات" داتا گنج بخش پر لکھی تھی جس کی مقبولیت کا ثبوت یہ ہے کہ اس کے اب تک چھ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

"سفیر حرم" میں خواجہ معین الدین چشتی کے حالات اور تعلیمات پر بحث کی گئی ہے۔ ان کو عام طور پر لوگ خواجہ غریب نواز کہتے ہیں۔ مؤلف نے لکھا ہے کہ خواجہ اپنے پیر خواجہ عثمان ہارونی کے حکم اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے ہندوستان تشریف لائے اس وجہ سے ان کو مؤلف نے سفیر حرم کہا ہے۔

مؤلف نے اس کتاب کے ابواب کو بڑے دلچسپ عنوانات کے تحت تقسیم کیا ہے۔ مثلاً خواجہ کی زندگی کے حالات "حرم سے اجمیر تک" مدینے کے مولا اور "اجمیر کے خواجہ"، "سرکار غریب نواز کا سلسلۂ طریقت" "حضرت عثمان کے زیر سایہ" "وارث النبی فی الہند" "جان پرسوز سخن دلنواز" "تذکرہ مجالس" اور "سولہ ہزار سے زاید کرامات" کے تحت دیا ہے۔ اسی طرح "آفتاب چشتیاں رخشندہ باد" کے عنوان کے تحت صوفی کی تعریف اور تصوف کی تاریخ اور برصغیر پاک وہند میں صوفیائے کرام کی سرگرمیوں کو بیان کیا گیا ہے۔ "جہاد بالقلم" اور "وظائف ولطائف" کے عنوانات کے تحت خواجہ کی ادبی اور عرفانی خدمات اور "خلفاء اور اتباع" کے عنوان کے تحت ان کے خلفاء اور مریدوں کا حال دیا ہے۔ اجمیر کی تاریخ اور اس کی اہمیت کو "خواجہ کی نگری" "قبلہ گاہِ اہلِ یقین" "مردِ قلندر کی بارگاہ میں" "اللہ صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے" کے عنوانات کے تحت ان ایک سو دو تذکروں کا بیان ہے جن میں خواجہ کا ذکر آیا ہے۔

مؤلف نے لکھا ہے کہ "خواجہ غریب نواز بڑے خدا رسیدہ انسان باکمال درویش بہترین مبلغ اور مصلح تھے جن کے دستِ مبارک کو چوم کر ایک کروڑ سے زاید غیر مسلم کلمہ گو بن گئے۔ حضرت غریب نواز کی حیات مقدسہ رموز شریعت و طریقت محبت الٰہی، کشف وکرامات، بصیرت وحقیقت غرضیکہ ہر قسم کے صوری اور معنوی اخلاق ومحاسن کا مرقع تھی۔"

اس جگہ مولف نے ان کو ایک بلند پایہ قادر الکلام شاعر بھی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کے خیال میں خواجہ صاحب ایک عظیم مفکر ہونے کے علاوہ صاحبِ طرز مصنف اور خوش گو شاعر بھی تھے۔ اور اس میں قابلِ اعتراض بات بھی نہیں ہے چونکہ "شاعری جزویست از پیغمبری" اس کے ضمن میں انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ رائج الوقت "دیوانِ معین" جو بعض محققین کی رائے میں ملا معین کاشفی کی غزلیات کا مجموعہ ہے اصل میں خواجہ صاحب ہی کی فکری تخلیق ہے اور یاروں نے اسے ملا معین کاشفی سے منسوب کر دیا ہے۔ یہ بیان اور مولف کے بعض دوسرے بیان مزید تحقیق کے محتاج ہیں اور بعض باتیں جو خواجہ صاحب کی طرف انہوں نے منسوب کی ہیں وہ بھی محل نظر ہیں۔

یہ کتاب اصل میں انھوں نے محققین کے لیے نہیں بلکہ عام پڑھے لکھے لوگوں کے لیے لکھی ہے اس کے ذریعے وہ خواجہ کی تعلیمات کو عام کرنا لوگوں تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ یہی بات جہاں اس کتاب کی تعریف میں کہی جا سکتی ہے وہاں اس کا ایک نقص بھی بیان کیا جا سکتا ہے۔ مولف کا اندازِ بیاں سادہ آسان دلکش اور اکثر عام فہم ہے۔ (سید علی رضا نقوی)

عاشقِ رسولؐ

مرکزی مجلسِ رضا لاہور کا شائع کردہ مختصر کتابچہ "عاشقِ رسول" پروفیسر محمد مسعود احمد پی۔ ایچ۔ ڈی کی ایک اچھی کوشش ہے۔ اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی برصغیر پاک و ہند کی معروف شخصیت ہیں۔ ان کا علمی مرتبہ اپنی جگہ مسلّمہ ہے مگر بحیثیت عاشقِ رسول ان کے بلند مقام کو کئی نامور ہستیوں نے تسلیم کیا ہے۔ پروفیسر محمد مسعود نے اس کتابچے میں اپنے مخصوص انداز میں اعلیحضرت کے عشقِ رسالتؐ پر تبصرہ کرتے ہوئے ان نامور ہستیوں کے خیالات کو قلمبند کر دیا ہے جنہوں نے موقعہ بہ موقعہ اعلیحضرت کی ممتاز حیثیت کا اعتراف کیا ہے ان میں مذہبی امور و اقلیتوں اور بیرون ملک پاکستانی امور کے وفاقی وزیر مولانا کوثر نیازی بھی شامل ہیں جنہوں نے اعلیحضرت کو نعت گوئی کا امام قرار دیا ہے۔ اس فہرست میں ڈاکٹر فرمان فتحپوری، ڈاکٹر سید عبداللہ، پروفیسر افتخار اعظمی، نیاز فتحپوری، حافظ بشیر احمد غازی آبادی، ماہر القادری، میاں محمد شفیع، ڈاکٹر غلام مصطفےٰ، علامہ سید محمد محدث اور مقبول جہانگیر کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ کتابچے کے مطالعے سے ایک بات ضرور ذہن میں کھٹکتی ہے کہ نعت گوئی کے اس امام کے جذبۂ عشقِ رسول پر ایک مختصر کتابچہ اس کے شایانِ شان نہیں۔ ضرورت ہے کہ اس موضوع پر اچھی خاصی کتاب لکھی جائے۔ (جمال حق محمد)